نمازِ استسقاء

(بارش کے لئے خاص نماز)

بارگاہِ الٰہی میں بارش کی درخواست کا شرعی طریقہ اور اس سلسلے
کی ضروری ہدایات و تعلیمات

مولانا محمد عبداللہ طارق

نمازِ استسقاء

(بارش کے لئے خاص نماز)

بارگاہِ الٰہی میں بارش کی درخواست کا شرعی طریقہ اور اس سلسلے
کی ضروری ہدایات وتعلیمات

مولانا محمد عبداللہ طارق

ادارہ امور مساجد (ہند)

نمازِ استسقاء

(بارش کے لئے خاص نماز)

بارگاہِ الٰہی میں بارش کی درخواست کا شرعی طریقہ اور اس سلسلے
کی ضروری ہدایات وتعلیمات

مولانا محمد عبداللہ طارق

ادارہ امور مساجد (ہند)

ISBN 978-81-904773-2-1

Namaz-e-Istisqa

by-Maulana M. Abdullah Tarique

Edition: 2009

Price Rs. 20/-

نام کتاب	:	نماز استسقاء
نام مصنف	:	مولانا محمد عبداللہ طارق
سن اشاعت	:	۲۰۰۹ء
کل صفحات	:	۲۹
ناشر	:	ادارہ امور مساجد (ہند) نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵
قیمت	:	۲۰ روپے

ملنے کا پتہ

قاضی پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

بی ۳۵ نظام الدین ویسٹ، نئی دہلی۔۱۱۰۰۱۳

فون 24352732 فیکس 24352048

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِنْ رَّبِّهِمْ لَاَ كَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ۔

''اگر وہ قائم رکھتے توریت اور انجیل کو اور ان تمام ہدایات وتعلیمات کی پابندی کرتے جو اُن پر ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی تھیں تو یقیناً کھاتے (پیتے) اپنے اوپر سے بھی اور اپنے قدموں کے نیچے سے بھی''۔(سورہ:۵،آیت ٦٦)

اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کی زبانی فرماتا ہے:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهُ كَانَ غَفَّاراً۔ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَاراً۔ وَيُمْدِدْ كُمْ بِاَمْوَالٍ وَبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهَارًا۔

''میں نے (اپنی قوم سے) کہا: تم اپنے پروردگار سے معافی مانگو بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا ہے وہ تمہارے اوپر آسمان سے موسلادھار بارشیں برسائے گا، اور تمہیں مال اور اولاد سے نواز دے گا، تمہارے لئے باغات (اور کھیت) پیدا کردے گا اور تمہارے لئے نہریں بہادے گا۔

(سورہ نوح:۷۱،آیت:۱۰تا۱۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وهو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمته۔

''اور وہی ہے جو لوگوں کے ناامید ہوجانے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت کو عام کردیتا ہے اور وہی (درحقیقت) لائق تعریف کارساز ہے''۔(سورہ:۴۲،آیت ۲۸)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ (حدیث قدسی) میں فرماتا ہے:

لو اَنَّ عِبَادِی اَطاعو نی ....

''اگر میرے بندے میری تابعداری اور فرماں برداری کریں تو ان کے لئے میں رات کو بارشیں برساؤں اور دن کو سورج نکالوں اور ان کو بجلی کی کڑک سنا کر خوف زدہ نہ کروں''۔ (احمد، الحاکم عن ابی ہریرہؓ۔ درمنثور ۴/۵۱، والجامع الصغیر ۴/۴۹۸)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَا سَلَّطَ اللّٰهُ الْقَحطَ عَلَی قَومٍ اِلَّا بِتَمَرُّدِهِمْ عَلَی اللّٰهِ

''اللہ تعالیٰ کسی قوم پر اس وقت تک قحط اور خشک سالی مسلط نہیں کرتا جب تک کہ وہ اللہ کے مقابلے شرکشی تمرد اور بغاوت پر نہ اُتر آئیں''۔ (الخطیب فی رواۃ مالک عن جابرؓ۔ الجامع الصغیر ۵/۴۴۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ الرِّجُلَ لَيُحرَمُ الرِّزقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ

''آدمی بعض گناہ ایسے کرتا ہے جن کی وجہ سے اپنی روزی (کے بعض حصوں) سے محروم ہو جاتا ہے''۔ (مسند احمد ۵/۲۷۷، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم بسند صحیح)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

خرج نبی من الانبیاء بالناس یستسقون......

''ایک پیغمبر لوگوں کو ساتھ لے کر بارش کے لئے دعاء کرنے نکلے، وہاں جا کر وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چیونٹی آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہے۔

انہوں نے فرمایا چلو واپس چلو اس چیونٹی کی وجہ سے تمہاری دعاء قبول ہوگئی''۔ (الدار

قطنی والحاکم والدیلمی عن ابی ہریرہؓ۔ الجامع الصغیر ۳/ ۴۳۸، المشکوۃ رقم ۱۵۱۰)

مسند احمد کی روایت میں ہے کہ یہ پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام تھے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں:

آب کم جو تشنگی آور بدست
تا بجوشد آبت از بالاؤ پست

''پانی کی تلاش میں نہ لگو بلکہ پیاس (اور سچی طلب) پیدا کرلو، تاکہ تمہارے اوپر اور نیچے (اور ہر طرف) سے پانی کے فوارے چھوٹنے لگیں''۔ (دفتر سوم ۳/ ۳۱۰)

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ! درد نیست و گرنہ طبیب ہست

''عاشق ہی کون ہوا ہے کہ (یہ شکوہ کیا جائے کہ) اس کے حال پر نظر نہیں کی گئی، مرے محترم! درد ہی ناپید ہے ورنہ طبیب تو موجود ہے''۔

آہِ بے تابِ من گر اثر داشتے
بکویم گزر یارِ من داشتے

''اگر میری آہِ بے تاب میں (واقعی کچھ) اثر ہوتا تو میرے دوست کا گزر لازماً میری گلی میں ہوجاتا (لہٰذا قصور یار کا نہیں میری آہ کی بے تاثیری کا ہے)''۔

ہم تو مائل بکرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے، رہروِ منزل ہی نہیں

پیش لفظ

سن۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء میں جب کہ ہم کارکنان ادارہ امور مساجد (ہند) ملک کے مختلف حصوں میں ائمہ مساجد کے تربیتی اجتماعات کے سلسلے میں دورے کررہے تھے جون اور جولائی میں راجستھان کے ضلع الور میں قحط پڑرہا تھا، گاؤں دیہات کے لوگ مجبور ہو گئے تھے کہ اپنے بچوں اوراپنے مویشیوں کو لے کر دوسرے مقامات کو نکل جائیں۔

اس وقت ہم نے اس علاقے کے علماء ومشائخ اور عام مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ اِس وقت کے لئے شریعت کی تعلیم ہمارے لئے یہ ہے کہ ہم سب توبہ استغفار کریں، اہل حقوق کے حقوق ادا کریں اوراللہ تعالیٰ سے رورو کر بارش کی دعاء کریں۔

اس وقت نماز استسقاء کے بارے میں چار صفحات کا ایک مختصر فولڈر (کتابچہ) تیار کر کے اس علاقے میں تقسیم کیا گیا تھا اور جگہ جگہ جا کر تقریر وبیان اور نجی ملاقاتوں کے ذریعہ بھی اس چیز کی طرف توجہ دلائی گئی، جس کا ذکر آئندہ صفحات میں آرہا ہے۔

یہ ضرورت ظاہر ہے کہ کسی ایک زمانے اور کسی ایک علاقے کے ساتھ مخصوص نہیں مختلف زمانوں میں اور مختلف مقامات پر خشک سالی کے حالات پیدا ہوتے رہتے ہیں، چنانچہ آج بھی ملک کی وہی صورت حال بلکہ اس سے سخت ہے، اِس وقت ملک کی سب سے بڑی آبادی والے صوبے اتر پردیش سمیت آٹھ صوبوں: مدھیہ پردیش، بہار، پنجاب،

چھتیس گڈھ، جھارکھنڈ اور آسام کو خشک سالی سے متاثر صوبے قرار دیا جا چکا ہے، یوپی کی حالت تو یہ ہے کہ اس کے کئی اضلاع ہمیر پور، اورائی، جھانسی للت پور اور چتر کورٹ کے لوگ اجتماعی طور پر علاقے چھوڑ چھوڑ کر جانے کے لئے مجبور ہو گئے ہیں، اور مستقبل قریب کے بارے میں ان علاقوں کے لوگوں کا خیال ہے کہ اگر حالات میں خدانخواستہ تبدیلی نہ آئی تو لوگ خودکشی تک پر مجبور ہو سکتے ہیں، (۱۱/اگست ۲۰۰۹ء) خبر رساں ایجنسیوں کے مطابق ملک کے وزیر مالیات نے کہا ہے کہ سن ۲۰۰۹ء کا قحط صدی کا سب سے بھیانک قحط ہے انہوں نے کہا ہے کہ اس سے ملک کے ۱۶۱، اضلاع یعنی ملک کا تقریباً ایک تہائی حصہ متاثر ہو چکا ہے۔

لہٰذا یہ وقت بلا تاخیر ہر قسم کی مادی تدبیر کرنے کا اور اللہ سے لو لگانے اور توبہ استغفار کرنے کا ہے، اسی ضرورت کے تحت اس کتابچہ کو کچھ اضافوں کے ساتھ دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔

اس بات کو عاجزی وانکساری کہا جائے یا یقین کی کمی کہ آدمی یہ سمجھتا ہے کہ ہم گنہگاروں کی دعاء اس لائق کہاں کہ ہماری دعاء پر بارش برس جائے! اور یہ سوچ کر آدمی دعاء اور استسقاء سے غافل ہو جاتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاء کی قابلیت وغیرہ کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے سامنے عاجزی کرنے پر ترس کھا کر اپنے فضل سے بارش برساتا ہے، ہمیں یہ یقین کرنا چاہئے کہ ہمارا منہ اس سے مانگنے کا نہ سہی لیکن آخر مانگنے کے لئے ٹھکانہ بھی تو اس کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے، اس لئے ہم جیسے بھی کچھ ہیں اپنی پیشانیاں اس کے در پر رکھ دیں اور اپنی جھولیاں اس کے سامنے پسار دیں۔

آخر اسی کا تو حکم ہے کہ ادعونی استجب لکم (تم مجھ سے مانگو میں تمہیں

دوں گا (سورہ:۴۰،آیت ۶۰) اس حکم کی تعمیل ہی میں مانگئے ! ہمیں اگر مانگنے کا سلیقہ نہیں ہے نہ سہی، دینے والے نے سلیقے کی شرط ہی کہاں لگائی ہے!، بچہ جب اپنی ماں سے اپنی کوئی مانگ پوری کرانا چاہتا ہے تو کیا اس نے کہیں اس بات کی تعلیم اور ٹریننگ حاصل کی ہوتی ہے کہ ''اپنی مانگ تم اس اس طرح پوری کرانا''؟ وہ رونا شروع کر دیتا ہے اور ماں کی ممتا اس بے زبان کی چاہت کو سمجھ کر خود اس کے لئے بے قرار ہو جاتی ہے، پروردگار جو اپنے بندوں پر ماں سے بھی ہزاروں گنا زیادہ مہربان ہے اور دلوں کے جذبات اور طبیعت کی چاہتوں تک کو دیکھ رہا ہے کیا اس کو یہ سمجھنا کچھ مشکل ہے کہ میرے بندے مجھ سے کیا چاہ رہے ہیں !اور ان کو اس وقت کیا پریشانی ہے!

مسلم معاشرے میں جب بھی کوئی دشواری پیش آئے اس کا دینی حل پیش کرنا اور قوم کو دینی رہنمائی دینا علماء ومشائخ اور مسجدوں کے ائمہ کرام کا فرض ہے، مادی ظاہری تدبیریں کرنا بھی ضروری ہے، ارباب حکومت اور انتظامیہ کے لوگ ان کاموں کو انجام دیں اور علماء ومشائخ بھی ان ظاہری تدبیروں کو غیر اہم ہرگز نہ قرار دیں لیکن اس وقت کے دینی طریقوں کو اپنانے سے بھی ہرگز غافل نہ رہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے یہاں مساجد کا نظام ابتری کا شکار ہے، بیشتر اماموں کو معاشی استحکام ہی حاصل نہیں ہے جس کی وجہ سے ان کی طبیعت پریشان رہتی ہے، اکثر ائمہ کرام مختلف اسباب کی وجہ سے پوری تعلیم حاصل نہیں کر سکے اس لئے وہ معاشرے کو رہنمائی دینے کی پوری صلاحیت نہیں رکھتے۔

لیکن علم حاصل کرنے ،اپنی صلاحیت کو جلا بخشنے اور اپنی قابلیت کو ترقی دینے کا کوئی وقت یا کوئی مخصوص عمر نہیں ہوتی ،جب تک زندگی ہے اس وقت تک علم حاصل کرنے کا

موقع ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نبوت کا اعلان فرمایا تو کیا اس وقت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نوعمر لڑکے ہی تھے؟ صرف چند نو جوانوں کو چھوڑ کر زیادہ تر حضرات پختہ عمر کے شادی شدہ بال بچوں والے لوگ تھے، کمانے کی اور گھر بار کی ذمہ داریوں کو سنبھالے ہوئے تھے۔ زندگی کی انہی تمام مصروفیات کے ساتھ انہوں نے دین کا علم حاصل کیا تھا، اور دین کے تقاضوں پر عمل بھی کیا تھا۔

اس لئے محترم ائمہ کرام! آپ بیک وقت اپنے علم کو بھی ترقی دیتے رہئے اور معاشرے کی دینی خدمت بھی اپنا فریضۂ منصبی سمجھتے ہوئے پوری لگن سے انجام دیتے رہئے۔ یا ایھا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم (اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا)

۲۰ر شعبان ۱۴۳۰ھ
۱۲ر اگست ۲۰۰۹ء

محمد عبداللہ طارق
نئی دہلی -۲۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد الله الذى هدانا لهذا وما كنا لنتهدى لو لا ان هدانا الله، والصلاة والسلام على من أرسل الى كافة الناس خاتم رُسُلِ الله، عليهم وعلى اَتباعهم الصلاة وسلام الله

امابعد:

ایک صاحبِ ایمان کا یہ یقین ہونا چاہیئے کہ کائنات کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی ہر چیز اللہ رب العالمین کی ملکیت ہے، وہی اس کا مالک بھی ہے اور متصرف بھی، یعنی وہی اس کا کنٹرول اور انتظام بھی سنبھالے ہوئے ہے۔ اور وہ خود قرآن مجید میں فرما چکا ہے کہ اس نے روئے زمین کی ہر شئی تمہارے ہی لئے پیدا کی ہے، ظاہر ہے کہ جب اس نے یہ چیزیں پیدا ہی ہمارے لئے کی ہیں تو وہ یقیناً ہماری ضرورت کی ہر شئی ہمیں عطا بھی فرمائے گا۔ بس طلب شرط ہے۔

اس لئے اپنی ہر ضرورت کے لئے ہمیں اسی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے، پانی ہماری زندگی کی ایک انتہائی اہم ضرورت ہے، جب بارشیں کم ہو جاتی ہیں تو کھیت، باغات، ندی نالے حتی کہ کنویں اور ہنڈ پمپ بھی کنگال ہو جاتے ہیں۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے ہر ضرورت میں مادی جدوجہد کے ساتھ ہی ساتھ اپنے سامنے ہاتھ پھیلانے کی بھی تعلیم دی ہے اور خاص طور پر بارشیں طلب کرنے کا خصوصی طریقہ بھی تعلیم فرمایا ہے اور ہمیں اس نے وہ اسباب بھی بتادئے ہیں جن سے بارشیں روک دی جاتی ہیں اور پیداوار کم کردی جاتی ہے۔

ہم یہاں تفصیل میں نہیں جائیں گے: ہم اپنی کتاب ''افراد اور قوموں پر آفتیں کیوں آتی ہیں؟'' میں قرآن مجید اور حدیث نبوی کی روشنی میں وہ تمام اسباب تفصیل سے لکھ چکے ہیں جن کی وجہ سے مختلف قسم کی آفتیں اور بلائیں افراد اور قوموں کو گھیر لیتی ہیں۔

پانی کی کمی اور بارشوں کا رک جانا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکڑ کی ہی ایک شکل ہے اس لئے اپنی کوتاہیوں پر گہری نظر ڈالیں، اپنی نئی پرانی، چھوٹی بڑی سب غلطیوں کو یاد کریں، آدمی چاہے لوگوں کے سامنے اپنی کمیوں پر پردے ڈالتا رہے، لیکن خود اپنے سامنے تو اپنی زندگی کے سب حالات ہوتے ہی ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بل الانسان علی نفسه بصيرة ولو القی معاذیره (انسان خواہ کتنی ہی معذرتیں اور حیلے بہانے پیش کرے لیکن اپنے آپ کو وہ خود تو پوری طرح جانتا ہی ہے) (سورہ:۷۵، آیت ۱۴-۱۵)

پھر جو جو کوتاہیاں غلطیاں یاد آتی جائیں ایک ایک کرکے ان کی تلافی کرے اچھا یہ ہے کہ قلم کاغذ لے کر بیٹھے اور نمبر وار سب کو لکھتا جائے، اللہ کے حقوق الگ اور بندوں کے حقوق الگ، اور پھر ایک ایک کو ادا کرتا جائے اور نشان لگاتا جائے۔ مثلاً

(ا) اللہ کے حقوق

☆ فرض نمازوں کی کوتاہی۔

چھوٹ ہی گئی ہیں یا وقت بے وقت پڑھی گئی ہیں اللہ تعالیٰ سے ان کی معافی مانگے اور قضا نمازوں کی ادائیگی شروع کردے۔

نمازوں کی طرح روزوں کا بھی وہی طریقہ ہے۔

☆ فرض روزوں کی کوتاہی۔

☆ زکاۃ کی کوتاہی۔

بالکل کبھی ادا نہیں کی، یا کچھ سالوں کی چھوٹ گئی ہے، یا کچھ دی کچھ رہ گئی، یا صحیح حقداروں کو نہیں دی گئی وغیرہ۔ (دیکھئے مولف کی کتاب ''زکات کی احتیاطیں'' (ناشر)

☆ قرآن مجید پڑھ رکھا ہے لیکن کبھی تلاوت نہیں کرتے۔

☆ کوئی اور اللہ کی نافرمانی ہوگئی ہے یا خدانخواستہ مسلسل ہوتی رہتی ہے۔

ان تمام کوتاہیوں سے سچے دل سے اللہ سے معافی مانگیں اور آئندہ اللہ کے حکموں کی پابندی کرنے کا اللہ تعالیٰ سے پختہ عہد کریں۔

(۲) بندوں کے حقوق

بندوں کے حقوق کا معاملہ اللہ کے حقوق سے بھی زیادہ سنگین ہے، اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے، جب کوئی بندہ اس کا حق ادا نہیں کرتا تو وہ خود اپنا ہی نقصان کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں کرتا، اگر بعد میں بندہ سچے دل سے شرمندہ اور نادم ہوکر اللہ سے رو رو کر معافی مانگ لے تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتا ہے۔

لیکن بندے تو بندے ہیں جب ان کی حق تلفی ہوتی ہے تو اس سے ان کو تکلیف ہوتی ہے، ان کا نقصان ہوتا ہے، ان کی عزت وناموس کا نقصان ہوتا ہے، ان کے مال کا نقصان ہوتا ہے ان کو جسمانی تکلیف پہنچتی ہے، اور مزید سنگینی یہ ہے کہ بندوں کے آپس کے

حقوق کو اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں فرماتا۔

اس لئے سوچیے، غور کیجئے، اور نئے پرانے معاملات کو ذہن میں تازہ کیجئے کہ:

☆ کسی کو گالی گلوج کی تھی؟

اگر صرف بدلے میں گالی گلوج کی تھی کہ دوسرے نے آپ سے کی آپ نے بھی کر دی، تب بھی اگر آپ نے زیادتی کی ہے تو دوسرے کا حق آپ کے ذمے باقی رہ گیا، معافی مانگنے سے شرمانا نہیں چاہئے اگر سامنے والا عمر میں، مرتبے میں یا کسی حیثیت سے ہم سے کم ہے تب بھی بے جھجک اس سے معافی مانگ لیجئے، قیامت کی پکڑ کے مقابلے میں یہ بات بہت ہلکی ہے۔

☆ کسی سے قرض لیا تھا واپس نہیں کیا؟

اس کو واپس کرنا ضروری ہے اور تاخیر کی وجہ سے معافی مانگنا بھی ضروری ہے، چاہے وہ شخص بھول چکا ہو تب بھی واپس کرنا ضروری ہے، اگر واپس کرنے کی گنجائش نہیں ہے تو اس سے معاف کرانا ضروری ہے، اور جب بھی گنجائش ہو ادا کریں۔

☆ کسی کی زمین دبالی تھی؟

اگر کھیت یا باغ وغیرہ ہے کہ دوسرے کا حصہ واپس کرنے میں اپنا کوئی بڑا نقصان نہیں کرنا پڑتا تو زمین ہی واپس کر دیں اور اگر مکان وغیرہ بنالیا ہے اور اب واپس کرنا بہت مشکل ہے تو زمین جائداد کے معاملات سے واقف دو چار آدمیوں کو بلا کر اتنی زمین کی قیمت کی جانچ کرا کر اسے قیمت ادا کر دیں اور اس سے اس زحمت کی معافی بھی مانگیں جو اسے اس حق تلفی کی وجہ سے ہوئی ہے۔

غرض اس طرح کے بے شمار معاملات ہو سکتے ہیں جب آپ اللہ کے سچے خوف

اور آخرت کے حساب کتاب کا دھیان کر کے اپنے ماضی پر نظر ڈالیں گے تو اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا اور پرانی پرانی باتیں سامنے آئیں گی اور ان کی اصلاح کرنا آسان ہو جائے گا، ان شاء اللہ۔

استغفار اور نماز توبہ

جو غلطیاں یاد آجائیں ان کی اصلاح کرلیں اور ان کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کریں، لیکن بہت سی بڑی چھوٹی غلطیاں ایسی بھی ہونگی جو یاد نہیں آئیں گی بلکہ بہت سے گناہ جب ہوئے ہونگے اسی وقت خیال نہ ہوگا کہ یہ میں کوئی گناہ کر رہا ہوں، اس لئے نمازِ توبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنے تمام گناہوں کی معافی مانگیں۔

یہ بات عام حالات میں بھی مفید ہے اس لئے کبھی کبھی آدمی کو نماز توبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہنا چاہیے، لیکن عمومی پریشانیوں اور آسمانی اور زمینی آفتوں کے وقت خاص طور پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے۔ استغفار کرنا اللہ کی رحمتوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا بہت کامیاب ربانی نسخہ ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّاراً۔ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا۔ وَيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهَارًا۔

"تم اپنے پروردگار سے معافی مانگو بلا شبہ وہ بڑا بخشنے والا ہے، وہ تمہارے اوپر آسمان سے موسلا دھار بارشیں برسائے گا، اور تمہیں مال اور اولاد سے نواز دے گا اور تمہارے لئے باغات (اور کھیت) پیدا کردے گا اور نہریں بہا دے گا"۔ (سورہ نوح: ۷۱، آیت: ۱۰ تا ۱۲)

استسقاء کی اصل حقیقت اور روح اور اس موقع کی اہم ترین ضرورت استغفار اور انابت (اللہ سے لَو لگانا) ہے، اور نماز اس کی کامل ترین صورت ہے جو سنت صحیحہ سے ثابت ہے، ایک بار قحط کے موقع پر حضرت عمرؓ بارش کی دعا کرنے کے لئے نکلے اور صرف استغفار کرنے پر اکتفا کیا، لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے بارش کے لئے تو دعاء کی ہی نہیں؟ تو فرمایا: میں نے آسمان کے وہ دروازے کھٹکھٹائے ہیں جہاں سے بارش نازل ہوتی ہے، اور پھر یہی آیات پڑھ کر سنائیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کی زبانی نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم ثمود کو سمجھایا تھا کہ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (تم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کیوں نہیں مانگتے، شاید تم پر رحم ہو جائے)۔ (سورہ:۲۷، آیت ۴۶)

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ .... یعنی اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کر لیا ہے اللہ کی رحمت سے آس نہ توڑو، (اس سے معافی مانگو) یقیناً اللہ تعالیٰ (تمہارے) سارے ہی گناہوں کو بخشدے گا، وہ بہت معاف کرنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ (سورہ:۳۹، آیت ۵۳)

یہ آیت گنہگار بندوں کے لئے بہت بڑا سہارا اور نفس وشیطان کے ماروں کے لئے بہت بڑی پناہ گاہ ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس آیت کے بدلے مجھے تمام دنیا اور اس میں جو کچھ ہے وہ سب بھی ملے تو مجھے منظور نہیں۔

(الطبرانی فی الاوسط باسناد حسن۔ مجمع الزوائد: ۱۰/۲۱۴)

مشہور شیخ وقت، محدث اور عارف باللہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ ان کے سامنے کئی پریشان حال لوگ آئے:

(۱) ایک نے قحط سالی کی شکایت کی تو انہوں نے اسے استغفار کرنے کی ہدایت فرمائی۔

(۲) پھر ایک نے فقر و تنگدستی کی پریشانی بتائی تو اسے بھی انہوں نے توبہ استغفار کرنے کی تاکید فرمائی۔

(۳) پھر ایک شخص آیا اس نے اپنے باغ کے خشک ہوجانے کا شکوہ کیا، اس کے لئے بھی انہوں نے یہی نسخہ تجویز فرمایا۔

(۴) پھر کسی نے اولاد نہ ہونے کی پریشانی بیان کی، حضرت حسن بصریؒ نے اسے بھی استغفار ہی کرنا بتایا۔

اس پر کسی نے ان سے عرض کی کہ آپ نے ان سب لوگوں کے لئے ایک ہی نسخہ تجویز فرمایا ہے ایسا کیوں؟ جواب میں انہوں نے یہی سورہ نوح کی آیات پڑھ کر سنائیں جو حضرت عمر فاروقؓ نے پڑھی تھیں۔ اور فرمایا کہ ان تمام شکایات کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہی نسخہ تجویز فرمایا ہے، یہ میری اپنی بات نہیں ہے۔

اس لئے نماز استسقاء کے علاوہ بھی زیادہ سے زیادہ استغفار کرتے رہنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرتی آفات اور طرح طرح کی تنگی ترشی انسانوں پر ڈالنے کی ایک مصلحت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ اپنی سرکشی سے باز آئیں اور اللہ کی طرف لوٹ آئیں اور شریفانہ عادات اطوار اور عاجزی انکساری اختیار کریں، قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے ہم انسانوں پر تنگی ترشی اس لئے ڈالتے ہیں تاکہ وہ عاجزی کرنے لگیں۔ (سورہ:۷، آیت:۹۴)

مکہ مکرمہ میں جب سرداران قریش کی طرف سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت و مزاحمت بہت سخت ہوئی اور ان کی حد سے بڑھی ہوئی نخوت و خودسری اور انانیت

نے جینا دشوار کر دیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ان لوگوں کا غرور توڑنے کے لئے اسی چیز کی درخواست کی تھی کہ ''پروردگار! ان کے اوپر حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد کے سات سالہ قحط کی طرح کا قحط مسلط کر کے میری مدد کا سامان کر''۔

چنانچہ مکہ میں ایسا قحط پڑا کہ لوگ مردار تک کھا گئے، چمڑا، ہڈیاں اور اون تک بھون بھون کر کھا گئے، آخر ان کو یقین ہو گیا کہ ہم نے جو اس امین صادق پر ظلم کے پہاڑ توڑے ہیں یہ اسی کی سزا ہے اور اس سے نجات بس اسی کی دعاء سے مل سکتی ہے تو ابوسفیان اور دیگر چند سرداران قریش حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعاء کے طالب ہوئے، رحمۃ للعالمین نے دعاء فرمائی حالات بدل گئے مگر ان کے مزاج نہیں بدلے، کبر وغرور کی گردن پھر اکڑ گئی، سورہ مومنون کی ۷۶ ویں آیت میں مکہ والوں کی اسی حالت کا ذکر ہے کہ ہم نے ان لوگوں کو عذاب میں پکڑا تھا مگر یہ لوگ اللہ کے سامنے نہیں جھکے نہ اس کے سامنے گڑگڑانے کے لئے تیار ہوئے۔ (معالم التنزیل)

ان حالات میں صدقہ خیرات کی اہمیت

اس کے علاوہ خوب صدقہ خیرات کریں، پریشان حال لوگوں کی مدد کریں، جو لوگ خوددار ہیں، اپنی محتاجی پر اپنی اجلے پوشی کا پردہ ڈالے بیٹھے ہیں کسی کے سامنے اپنی پریشانی ظاہر نہیں کرتے ان کا پتہ لگائیں اور بہت خاموشی سے ان کی مدد کریں، غریب رشتے داروں کی مدد کریں، اور جس کی بھی مدد کریں اس کی عزتِ نفس کا ضرور لحاظ کریں، عظمت واحترام کے ساتھ خاموشی سے مدد کریں۔ جیسا کہ آئندہ سطروں میں آ رہا ہے۔

عہدِ فاروقی کے ایک قحط کا ذکر:

تاریخِ[1] اسلام اور سیرتِ صحابہؓ کی بہت سی کتابوں میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے

---

[1] یہاں سے اس عنوان کے ختم تک کا مضمون کچھ ترمیم واضافے کے ساتھ مولف کی دوسری کتاب ''خوابوں کے پیغام'' ص ۸۶ تا ۸۹ سے لیا گیا ہے۔

زمانے میں بڑا شدید قحط پڑا اور حالت یہ ہوگئی تھی کہ جنگل کے وحشی جانور چارے کی تلاش میں آبادیوں میں آنے لگے اور انسانوں کے پاس تک پہنچ گئے، بھوک کی بے تابی نے ان کو شکار ہو جانے کے اندیشوں سے بھی غافل کر دیا۔ ہر طرف سے پریشانیوں کی خبریں سن سن کر حضرت عمرؓ خود کو ایک قیدی کی طرح محسوس کرنے لگے تھے۔

لوگوں کا حال یہ تھا کہ جانور ذبح کرتے تو اس کے اندر فاقوں کی وجہ سے گوشت نہ ہوتا تھا اور آدمی گھن کر کے چھوڑ دیتا تھا، قبیلہ مُزینہ کے ایک شخص نے اپنے گھر کے ایک فرد سے کہا کہ بھوک سے حال خراب ہے۔ ایک بکری ہی ذبح کر لو۔ بھون کے کھالیں گے۔ اس نے بکری کاٹی تو اس کی سرخ ہڈیوں پر صرف چمڑا منڈھا ہوا تھا۔ اس میں سے کچھ بھی تو نہیں نکلا۔ جب یہ منظر دیکھا تو ذبح کرنے والا بے اختیار پکار اٹھا: **یا محمداہ!** (ہائے محمد!)

البدایہ والنہایہ میں ہے کہ ایک شخص قحط سے پریشان ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر آیا اور اس نے کہا: اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے لئے بارش کی دعاء فرمائیے۔ وہ برباد ہو چلی، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا:

''عمر کے پاس جاؤ اور ان سے میرا اسلام کہنا اور یہ خبر دینا کہ عنقریب بارش ہوگی اور ان سے یہ بھی کہنا کہ: الکیس الکیس (ہوشیار! ہوشیار!)''

اس شخص نے یہ پیغام حضرت عمرؓ کو پہنچا دیا، حضرت عمرؓ یہ سن کر روئے اور کہا کہ پروردگار! میں تو اپنی کوشش میں کمی نہیں کرتا، اِلّا یہ کہ حالات میرے قابو سے ہی باہر ہو جائیں۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس پیغام سے حضرت عمرؓ کے سامنے اصل منشائے نبویؐ واضح نہ ہو سکا، چنانچہ تاریخ طبری کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد حضرت بلال بن

حارث مُزنیؓ کو خواب نظر آیا اور وہ خواب دیکھتے ہی فوراً روانہ ہوئے اور حضرت عمرؓ کے مکان پر آکر اطلاع کرائی کہ: "أجِبْ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰه" (اللہ کے رسول کا قاصد حاضر ہے) اور انہوں نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ:

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے یہ ارشاد فرمارہے ہیں کہ ہم نے جو تمہیں دیکھا تھا تم سمجھدار تھے اور ہمیشہ مستعد رہا کرتے تھے۔ اب یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"

(یہ گویا "ہوشیار! ہوشیار! والے پیغام کی وضاحت تھی)

(بظاہر یہ صاحب حضرت عمرؓ سے کہیں دور تھے۔ وہاں سے چل کر آئے تھے[1])

حضرت عمرؓ نے پوچھا: یہ خواب تم نے کب دیکھا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ کل! حضرت عمرؓ نکلے، نماز کے لئے پکارا گیا اور (بظاہر فجر کا وقت تھا) دو رکعت نماز پڑھا کر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور حاضرین سے کہا:

"حاضرین! میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں، کیا تم یہ بتاسکتے ہو کہ میں کوئی ایسا کام کر رہا ہوں کہ اس سے بہتر کام بھی ہوسکتا ہے؟ سب نے اللہ کا نام لے کر کہا کہ اللہ جانتا ہے ایسا کچھ بھی نہیں!"

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بلال بن حارث مُزنیؓ ایسا ایسا بیان کرتے ہیں، اس پر ان لوگوں کو اصل معاملے کی طرف توجہ ہوئی اور انہوں نے کہا کہ یہ ٹھیک کہتے ہیں۔ (اس خواب کا پیغام یہ ہے کہ) آپ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعاء کریں اور مسلمانوں سے (یعنی اسلامی مملکت کے مختلف صوبوں سے) بھی مدد طلب کریں، گویا اصل ہوشیاری یہ ہے۔ اس سے

---

[1] الاصابہ، ۱/۱۶۴، سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اخیر عمر میں بصرے منتقل ہو گئے تھے۔ اسی سال کی عمر میں سن ساٹھ ہجری میں بعہد حضرت معاویہؓ وفات پائی۔

پہلے حضرت عمرؓ ایسے بے یارو مددگار ہو گئے تھے کہ کوئی راہ دِکھائی نہیں دیتی تھی، جب یہ بات سامنے آئی تو حضرت عمرؓ خوش ہو گئے۔ گویا آنکھوں کے آگے سے پردے ہٹ گئے، انہوں نے فرمایا:

”اللہ اکبر! آفتوں کا زمانہ ختم ہوا، راہیں کھل گئیں، جب کسی قوم کے لئے طلب کی اجازت ہو جاتی ہے تو بلائیں ان کے اوپر سے ہٹ جاتی ہیں“۔

چنانچہ انہوں نے مختلف شہروں کو تحریری پیغام بھیجے کہ مدینہ اور اطرافِ مدینہ والوں کی مدد کرو، ان کے حالات بہت سخت ہیں، اور نمازِ استسقاء کے لئے نکلے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ کو ہمراہ لیا اور مختصر سا خطبہ دے کر نماز پڑھی اور گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعاء کی:

اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا۔ ”اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دے، ہمارے اوپر رحم فرما اور ہم سے تو راضی ہو جا“۔

یہ دعاء کر کے واپس ہوئے تو راستے ہی میں اس قدر بارش ہوئی کہ پانیوں کے اندر سے ہوتے ہوئے گھروں کو پہنچے۔

اسی دوران ایک واقعہ یہ بھی پیش آیا جو قدرتِ الٰہی کا ایک کرشمہ بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی پیغام رسانی کی بھی ایک عمدہ مثال ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے نماز استسقاء پڑھ کر دعاء کی اور بارش ہوئی تو ہر طرف سے گاؤں دیہات کے لوگ آئے تو کچھ لوگوں نے آکر بتایا کہ:

”امیر المومنین! ہم فلاں فلاں دن فلاں وقت اپنے جنگل میں تھے کہ ایک بدلی

آئی اور ہم نے اس کے اندر سے یہ آواز سنی: أتاك الغوث أبا حفص! أتاك الغوث أبا حفص۔ (عمر! مدد آگئی، عمر! مدد آگئی)

(دیکھئے تاریخ طبری ۳/۱۹۲، البدایہ والنہایہ ۷/۹۲، کنز العمال ۴/۲۹۰-۲۸۹)

اس خواب میں ہدایتِ نبویؐ کا پیغام یہ تھا کہ پریشانی کے وقت میں خاموش بیٹھ کر پریشانیوں کو جھیلتے رہنا سمجھداری کی بات نہیں ہے بلکہ مادی اور ظاہری تدبیر بھی کرو، اور اللہ تعالیٰ سے بھی مدد مانگو، چنانچہ حضرت عمرؓ نے دونوں ہی طریقے اختیار کیے اور حالات بدل گئے۔

حضرت عمرؓ نے جو بات فرمائی کہ "جب کسی قوم کے لئے طلب کی اجازت ہو جاتی ہے تو بلائیں ان کے اوپر سے ہٹ جاتی ہیں"۔ یہ بات ایک ارشادِ نبویؐ سے ماخوذ ہے جس میں آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "من فُتح له منكم باب الدعاء فُتحت له ابواب الرحمة" (تم میں سے جس کے لئے دعاء کا دروازہ کھل گیا (یعنی اسے اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی توفیق ہوگئی) اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے)۔

(الترمذی عن ابن عمر-المشکوۃ حدیث نمبر ۲۲۳۹)

جسے نوازنا منظور نہیں ہوتا اسے مانگنے کی توفیق ہی نہیں دی جاتی، بارگاہِ الٰہی میں پیش کرنے کے لئے کاسۂ گدائی (بھیک کا کٹورا) بھی اسی بارگاہ سے عطا کیا جاتا ہے اور اس میں بھیک بھی وہیں سے ڈالی جاتی ہے:

مری طلب بھی کسی کے کرم کا صدقہ ہے
قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں

اور یہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہونا دراصل انتہائی عاجزی کی حالت ہے جو بندے

کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونے کے لئے بہت ہی موزوں ہے اور یہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے، چنانچہ جب کچھ لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قحط کی پریشانی بتائی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: اجثوا علی الرکب .....یعنی گھٹنوں کے بل کھڑے ہو اور یا رب، یا رب کہہ کر دعاء کرو۔

(صحیح ابی عوانہ، البغوی، الطبرانی فی الاوسط عن سعد بن ابی وقاصؓ۔ الحصن ص ۲۲، مجمع الزوائد ۲/۲۱۴، الجامع الصغیر ۱/۱۵۷)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقاء پڑھائی اور نماز سے فارغ ہو کر نمازیوں کی طرف رخ کر کے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوئے اور دونوں ہاتھ بلند کئے پھر استسقاء کی دعاء کرنے سے پہلے اللہ اکبر کہا اور اللھم اسقنا غیثا مُغِیثا..... یہ دعاء پڑھی۔ (الطبرانی فی الاوسط، مجمع الزوائد ۲/۲۱۲)

مادّی تدبیر وانتظام کی اہمیت

ظاہری اور مادّی تدبیر وانتظام کی اپنی جگہ انتہائی اہمیت ہے اس پر توجہ دینا ہرگز مادہ پرستی اور توکل واعتماد علی اللہ کے خلاف نہیں ہے، عزیز مصر کو جو خواب نظر آیا تھا اور جس کی روشنی میں حضرت یوسف علیہ السلام نے چودہ سال کے لئے خوراک اور زراعت کا عظیم الشان منصوبہ بنایا تھا وہ ظاہری اور مادّی انتظام ہی تھا۔

غزوۂ خندق کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کی تجویز پر مدینہ منورہ کے چاروں طرف جو خندق کھودی تھی یہ مادّی تدبیر ہی تھی، اس تدبیر اور جنگ کی اس حکمت عملی سے عرب کے لوگ بالکل ناآشنا تھے۔ اور یہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ پڑوسی ملکوں اور پڑوسی قوموں کے تجربات سے بھی بوقت ضرورت ہمیں فائدہ اٹھانا چاہئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی جو اپنے وقت کی اسلامی مملکت کے مختلف صوبوں کو غلہ بھیجنے کی ہدایات لکھ کر دیں یہ بھی مادّی تدبیر و انتظام ہی تھا۔

آج ہمارے ملک کے مختلف دریاؤں کو آپس میں جوڑ کر انتہائی منصوبہ بندی کے ساتھ پانی کی تقسیم کا مسئلہ اسی طرح حل کرنا چاہیے جس طرح چین اور روس نے کیا ہے، اور بڑی حد تک انہوں نے خشک سالی اور سیلاب کے مسائل سے نجات پالی ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ آج ملک کے کچھ حصے خشک سالی کی مار جھیل رہے ہیں اور کہیں سیلاب نے تباہی مچا رکھی ہے، اِس وقت (اگست ۲۰۰۹ء) یوپی کے ضلع بجنور میں بہہ رہی گنگا ندی، اسی طرح کھوندی، گانگن، پیلی، بنیلی، رتنال کوٹ والی، اونی نکٹہ، پھیکا، دھارا اور لکڑیاں ندیوں میں زبردست طغیانی ہے جس کی وجہ سے ان کے قرب و جوار کے درجنوں گاؤں خطرے میں آ گئے ہیں۔

اگر ملک کے دریاؤں کو ایک دوسرے سے جوڑنے کا منصوبہ بنایا جائے تو ایک طرف طغیانی اور سیلاب سے نجات ملے اور دوسری طرف خشک سالی کا مسئلہ حل ہو، ساتھ ہی اس سے لاکھوں لوگوں کو روزگار بھی ملے گا اور خوراک کا مسئلہ بھی حل ہوگا۔

یہ وہ کام ہے جو مرکزی اور صوبائی حکومتوں کو باہمی تعاون سے انجام دینے کی ضرورت ہے۔

عہد فاروقی کا ایک اور زبردست حادثہ

ایک خطرناک آگ[1]

عارفِ کامل مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ

---

[1] یہاں سے اس عنوان کے اخیر تک کا مضمون کچھ اضافے اور ترمیم کے ساتھ مؤلف کی کتاب ''افراد اور قوموں پر آفتیں کیوں آتی ہیں؟'' ص ۷۷ تا ۹۷ سے لیا گیا ہے۔

عنہ کے دورِ خلافت کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک زبردست آگ لگی جو تیزی سے پھیلتی چلی گئی اور بجھانے کی تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں اور آناً فاناً اس نے آدھے شہر کو اپنے شعلوں کی لپیٹ میں لے لیا۔ لوگ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور آگ کی شدت اور اپنی بے بسی کا حال بیان کیا، تو حضرت عمرؓ نے یہی فرمایا کہ

گفت آں آتش زآیاتِ خداست
شعلۂ از آتشِ بُخلِ شماست

(انہوں نے فرمایا: یہ آگ خدائی قہر کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ یہ تمہارے بخل اور کنجوسی کی آگ کا ایک شعلہ ہے) انہوں نے ہدایت کی کہ بخل سے توبہ کرو اور لوگوں کو خوب کھانا کھِلاؤ، صدقہ خیرات کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے تو دہانے کھول رکھے ہیں! اور خوب صدقہ خیرات کر رہے ہیں! حضرت عمرؓ نے فرمایا: رواج اور عادت کے تحت یا ناموری اور شان وشوکت کے لئے کھِلا پلا رہے ہو۔ اللہ کے خوف سے عاجزی و نیازمندی کے ساتھ صدقہ خیرات کرو۔

گفت ناں در رسم و عادت دادہ اید — دست از بہر خدا نکشادہ اید
بہرِ فخر و بہرِ بُوش و بہرِ ناز — نز برائے ترس و تقویٰ و نیاز

(مثنوی دفتر اول، آتش افتادن در شہر...)

سیٹھ بن کر فقیروں کو حقارت کے ساتھ جو بھیک کے ٹکڑے ڈالے جاتے ہیں وہ بارگاہ الٰہی سے اُلٹے کھلانے والے کے منہ پر مار دئے جاتے ہیں، غریبوں کو کھانا کھلانا درحقیقت بارگاہ الٰہی میں بندے کا حقیر نذرانہ پیش کرنا ہوتا ہے، اور نذرانہ پیش کرنے کے لئے اپنے دل میں عاجزی و تواضع اور سامنے والے کا احترام ضروری ہے، یہ نذرانہ جس قدر

عاجزی اور مسکنت سے پیش ہوتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوتا ہے۔

کھلانے والے کی یہ بڑی بھول ہوتی ہے کہ وہ فقیروں پر احسان کر رہا ہے، واقعہ یہ ہے کہ مساکین ''عبادتِ صدقہ'' ادا ہونے کی جگہ ہیں، جس طرح ''مسجد نماز ادا ہونے کی جگہ'' ہے اور اس لئے ''لائق احترام'' ہے اسی طرح ''مساکین'' بھی ''صدقہ خیرات اور زکوۃ ادا ہونے کی جگہ'' ہیں اور ''لائق احترام'' ہیں۔ ان کی بے چارگی اور ٹوٹے ہوئے حال کو دیکھ کر اور ان کو حقیر سمجھ کر آپ اپنے صدقے خیرات کو برباد نہ کر ڈالئے۔ آپ ان فقراء کو جتنی عزت واحترام دیں گے اسی قدر آپ کا صدقہ خیرات مؤثر اور کامیاب ہوگا۔

آپ جو کچھ دے رہے ہیں اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ وہ آپ ان فقیروں کو نہیں بلکہ اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں پیش کر رہے ہیں، اس غریب و مسکین کی حیثیت تو صرف ایک لیٹر بکس کی ہے، خط آپ لیٹر بکس میں ڈالتے ضرور ہیں مگر اس خط میں مخاطب لیٹر بکس کو نہیں بلکہ اپنے قابلِ احترام مکتوب الیہ کو کرتے ہیں، الفاظ اور انداز تخاطب بھی آپ لوہے کے اس حقیر ڈبے کی حیثیت کے مطابق نہیں بلکہ اس قابلِ احترام شخصیت کے لحاظ سے ہی اختیار کرتے ہیں جس کے نام خط لکھ رہے ہیں۔ اسی لحاظ سے آپ ان غرباء کے ساتھ احترام و تعظیم کا معاملہ کیجئے۔

اس بات سے ہمیشہ باخبر رہنے کی کوشش کیجئے کہ ہمارے آس پاس کوئی بھوکا، ننگا ،کوئی مجبور و پریشان تو نہیں؟ ایسے لوگوں کا پتہ لگایئے اور ان کی خبر گیری خود بھی کیجئے اور دوسروں سے بھی ان کی مدد کراتے رہیئے۔ اور یہ کام نہایت خاموشی، تواضع اور منکسر المزاجی سے کیجئے۔ اور مدد کرنے کے بعد دل میں یہ یقین پیدا کیجئے کہ محض اللہ کا کرم تھا کہ مجھ سے یہ نیکی انجام پاگئی۔ میں نے جس کی مدد کی ہے اس پر میرا احسان نہیں بلکہ یہ اللہ کا مجھ

پر احسان ہے کہ اس نے مجھے "اپنی عطا کا ہاتھ" بنانا منظور فرمالیا۔

کوئی انساں کسی انسان کو کیا دیتا ہے
آدمی اک بہانہ ہے خدا دیتا ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اپنے ماتحتوں، نوکروں اور خادموں کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کرنا دشمنوں کو زیر کردیتا ہے، یعنی اس نیکی کے نتیجے میں قدرتی طور پر تمہاری مدد اور دشمنوں کے مقابلے میں تمہاری فتح و کامرانی کا سامان کیا جاتا ہے۔ (مجمع الزوائد ۵/۱۳۲، الجامع الصغیر ۳/۵۵۱)

آدمی اللہ کے نام پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کے کھیت میں اپنا بیج ڈالتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ ہماری راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کھیت میں ڈالا ہوا دانا، ایک دانے سے سات بالیں پیدا ہوئیں ہر بال میں سو دانے ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے (کسی گنتی اور حد بندی کے بغیر) بے حساب بھی دیدیتا ہے، وہ فراخ دست اور خوب جاننے والا ہے۔ (سورہ:۲، آیت:۲۶۱)

نمازِ استسقاء

"استسقاء" کے لغوی معنی سیرابی چاہنے یا پانی مانگنے کے ہیں لیکن عموماً اس کا استعمال اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرنے کے لئے ہونے لگا ہے۔[1]

جب پانی کی کمی سے لوگ پریشان ہوں اور بارشیں نہ برس رہی ہوں تو امام یا علاقے کے ذمہ دار عالم کو چاہئے کہ وہ سب لوگوں کو تین دن نفل روزے رکھنے کی ہدایت کرے، سب لوگ روزے رکھیں اور انفرادی طور پر اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کریں، روئیں گڑگڑائیں، جو گناہ یاد ہوں ان کا نام لے کر معافی مانگیں اور آئندہ کبھی نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ

[1] جامع الاصول لابن الاثیر الجزری ۵/۳۵۴۔

سے عہد کریں، اور باقی گناہوں کے لئے بغیر نام لئے معافی مانگیں اور صدقہ خیرات کریں، حق داروں کے حقوق ادا کریں، اور جن لوگوں نے زکوۃ نہ دی ہو وہ زکوۃ دیں۔

اگر کسی کے اوپر ہمارے ہاتھوں یا ہماری حمایت سے ظلم ہو گیا ہو تو اس سے معافی مانگیں اور اس کے دل کو راحت پہنچائیں، جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔

چوتھے دن امام یا عالم تمام مردوں عورتوں، بوڑھوں، بچوں کو اور تمام جانوروں کو لے کر آبادی سے باہر میدان میں یا عیدگاہ میں جائے، لوگ معمولی پرانے دھرانے مگر صاف لباس میں جائیں، شان وشوکت کا کوئی مظاہرہ نہ کریں، گردنیں جھکائے تواضع خشوع اور مسکنت کے ساتھ نکلیں، پیدل جائیں سواری پر نہ جائیں، غیر مسلموں کو بھی توجہ دلائی جائے کہ وہ اپنے طریقے پر بارش مانگنے کے لئے عبادت ودعاء اور صدقہ خیرات کریں، کچھ غیر مسلم بھی مجمع کے ساتھ جانا چاہیں تو ان کو منع نہ کیا جائے، وہ مجمع کے ساتھ جاسکتے ہیں اور دعاء میں شریک ہوسکتے ہیں۔

وہاں پہنچ کر سب لوگ پھر سے توبہ استغفار کریں، اس کے بعد امام اذان واقامت کے بغیر دو رکعت نماز باجماعت پڑھے جس میں بلند آواز سے قراءت کرے، بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلی اور دوسری میں هل اتاك حديث الغاشية پڑھے۔ جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہیں[1]۔

نماز کے بعد عیدین کی طرح دو خطبے پڑھے، دونوں خطبوں میں استغفار پر زیادہ توجہ دی جائے۔ پھر امام کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف رخ کر کے دونوں ہاتھ اونچے اٹھا کر گریہ وزاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار اور دعا کرے، جس میں بوڑھوں بچوں اور عورتوں کا جانوروں کا ان کی محتاجی بے چارگی اور مصیبت کا حوالہ دے اور بارش کی دعاء کرے، تمام حاضرین بیٹھے آمین کہتے رہیں۔

---

[1] مجمع الزوائد ۲/۲۱۲۔

یہ عمل تین دن تک کریں تین دن کے بعد نہ کریں، اگر تین دن پورے ہونے سے پہلے ہی بارش ہو جائے تو تین دن پورے کرنا ضروری نہیں۔ ان تین دنوں میں بھی روزہ رکھنا مستحب ہے، ہر روز نکلنے سے قبل صدقہ خیرات کریں، اس نماز کا وقت بھی عیدین کی طرح صبح سویرے سورج نکلنے کے کچھ بعد ہی ہے۔ اگر بارش بہت زیادہ ہو جائے اور نقصان کا خطرہ لاحق ہو جائے تو بارش رکنے کی دعاء کرنی چاہیۓ۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء فرمائی تو خوب بارشیں ہوئیں اور اس قدر ہوئیں کہ لوگوں نے آپؐ سے درخواست کی حضور! ہم تو ڈوبے جاتے ہیں۔ تو آپؐ نے دعاء فرمائی۔ اللھم حَوالَینا و لا علَینا (الٰہی! ہمارے اطراف میں برسا ہمارے اوپر نہیں) چنانچہ بادل وہاں سے ہٹ گئے اور چاروں طرف بارشیں ہوتی رہیں [1]۔

بوڑھوں، عورتوں، بچوں اور چوپایوں کو طلبِ رحمت کے مجمع میں ساتھ لیجانے کی اہمیت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پوری آبادی کے لئے باعثِ رحمت اور سببِ نزول بارش قرار دیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر اللہ کے سامنے جھکنے والے بوڑھے نہ ہوں، اگر دودھ پیتے معصوم بچے نہ ہوں، اگر بے زبان چرنے والے چوپائے نہ ہوں تو عذاب تمہیں پوری طرح آگھیرے [2]۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں جو روزی ملتی ہے اور (مختلف مشکلات میں) تمہاری مدد ہوتی ہے وہ تمہارے کمزور لوگوں ہی کی وجہ سے ہوتی ہے [3]۔

---

[1] بخاری و مسلم وغیرھما۔ (المشکوۃ رقم ۵۹۰۲، مجمع الزوائد ۲/ ۲۱۳)۔

[2] الطبرانی فی الکبیر والاوسط والبیہقی عن مسافع الدیلیؓ، والبیہقی عن ابی ہریرہؓ۔ (العراقی علی الاحیاء ۱/ ۱۸۳، مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۲۷، الجامع الصغیر ۵/ ۳۴۴)۔

[3] الجامع الصغیر ۱/ ۸۲، البغوی..... الحدیث، و ۶/ ۳۵۴، ھل تنصرون...... الحدیث۔

استسقاء کا مختصر طریقہ

واضح ہو کہ یہ پورا طریقہ یعنی روزے رکھوانا، سب کو لے کر آبادی سے باہر نکلنا، با قاعدہ نماز استسقاء پڑھنا وغیرہ اگر کسی وجہ سے دشوار ہو تو کم از کم اتنا بھی کافی ہے کہ سب کو استغفار کی طرف توجہ دلائی جائے، حقوق ادا کرائے جائیں، اور اللہ سے معافی مانگی جائے اور بارش کے لئے دعاء کی جائے۔

آپ ابھی پڑھ چکے ہیں کہ ایک موقع پر حضرت عمرؓ نے نہ نماز استسقاء پڑھی نہ بارش کی دعاء کی، صرف استغفار کو ہی کافی سمجھا اور واقعۃً وہی کافی ہو بھی گیا۔ اور حدیث سے ثابت ہے کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقاء کے بغیر بھی بارش کی دعاء کی ہے[1]۔ اور ابھی اوپر آچکا ہے کہ بارش کے لئے آپؐ نے لوگوں کو گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر یارب یارب کہہ کر دعاء کرنے کی ہدایت فرمائی اس میں نماز کا ذکر نہیں ہے[2]۔

خود ہمارا تجربہ ہے کہ جولائی ۱۹۹۱ء میں ضلع الور، (راجستھان) میں سخت خشک سالی تھی، ان دنوں میوات (ہریانہ و راجستھان) میں ائمہ مساجد کے تربیتی اجتماعات کے سلسلے میں ہمارے مسلسل دورے ہو رہے تھے، ہم نے علاقے کے علماء و عوام اور ائمہ مساجد کو توجہ دلائی اور ۱۳ر محرم ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۶ر جولائی ۱۹۹۱ء کو جمعہ کی نماز قصبہ ٹپوکڑہ ضلع الور (راجستھان) کی جامع مسجد میں پڑھائی بہت بڑا مجمع تھا، نماز سے قبل تفصیل سے قرآن

---

[1] مجمع الزوائد ۲/۲۱۶۔

[2] یہ ارشاد نبوی ابوعوانہ اور بغوی وغیرہ کے حوالے سے اوپر آچکا ہے۔

(نوٹ) مراجعت کرنے والوں کی سہولت کے لئے ہم نے ہر مضمون کا حوالہ اسی کے ساتھ دیدیا ہے، مزید واضح ہو کہ نماز استسقاء کے مضمون کے جملہ مندرجات کے لئے دیکھئے قرآن مجید سورہ نوح وغیرہ، الہدایہ ۱/۱۳۴، احیاء العلوم ۱/۱۸۳، درمختار مع شامی ۱/۶۲۳، عمدۃ القاری شرح بخاری ۷/۲۴، طحطاوی علی المراقی ص ۲۹۹، الحصن الحصین ص ۱۵۵، مجمع الزوائد ۲/۲۱۲-تا-۲۱۶ جامع الاصول ۵/۳۵۳، وغیرہ۔

مجید اور حدیث شریف کی روشنی میں وہ اسباب بیان کیے جن سے بارشیں رک جاتی ہیں اور قحط سالی آجاتی ہے، تاکید کی کہ جمعہ سے فارغ ہوتے ہی جاکر جن لوگوں نے اس سال زکوۃ نہیں دی ہے زکوۃ نکالیں، کوئی ظلم ہوا ہے تو صاحب حق سے معافی مانگیں اور اس کا حق ادا کریں، غرض سب نے وعدے کئے نماز کے بعد خوب گریہ وزاری سے دعاء ہوئی، دل دکھے ہوئے تو تھے ہی لوگوں کے لئے کھانے اور چوپایوں کے لئے چارہ نہیں تھا سب نے اللہ سے معافیاں مانگیں اور دعائیں کیں۔

جمعہ کے بعد ہم تو دہلی آگئے تھے اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی دن عصر کے وقت زبردست بارش ہوئی اور لوگوں نے بتایا کہ ایک ہفتے تک لگاتار ہوتی رہی۔

اگلے ہفتے ہمارا اس علاقے کا دوبارہ سفر ہوا تو، ہم نے خود دیکھا کہ بارش سے کئی راستے کٹ گئے تھے اور ہمیں کھیتوں میں سے گاڑی نکال کر جانا پڑا۔

یہاں بس سچے دل سے توبہ استغفار ہوا تھا اور کچھ حقوق ادا ہوئے تھے اور دعاء ہوئی تھی، اسی پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہوگیا۔

استسقاء کی دعاء

استسقاء کے لئے کوئی مخصوص دعاء ضروری نہیں ہے اپنی محتاجی کا حال اپنے پروردگار کے سامنے رکھنا ہے جو تمام زبانیں بلکہ بے زبانوں کی زبان بھی جانتا اور سمجھتا ہے اور آنسو کی زبان تو اس بارگاہ کے لئے سب سے طاقتور اور سب سے زیادہ سنی جانے والی زبان ہے، تاہم اگر کوئی دعاء کے مسنون الفاظ کے ساتھ دعاء کرنا چاہے تو الگ الگ روایات میں یہ متعدد الفاظ وارد ہوئے ہیں، ان میں سے ہر ایک دعاء تنہا بھی کافی ہے اور سبھی پڑھی جائیں اور بار بار پڑھی جائیں تو بہت بہتر ہے۔

حدیث کی کتابوں میں کئی دعائیں لمبی اور مختصر درج کی گئی ہیں ہم نے اختصار کی

خاطر ان سب کو نقل نہیں کیا ہے۔ یہ چند مختصر دعائیں پڑھ لی جائیں تو کافی ہے:

یارب، یارب ،یارب

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا،اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا،اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا

اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا،اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا،اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا،

اے رب !اے رب !اے رب

اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما، اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما، اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما۔

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُّغِیْثًا مَرِیْئًا مَرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ آجِلٍ۔

اے اللہ! ہمیں رحمت کی بارش عطا فرما، راحت پہنچانے والی، سیراب کرنے والی، پیداوار دینے والی، نفع بخش، جو کچھ نقصان نہ پہنچائے جلدی دے، دیر نہ کر۔

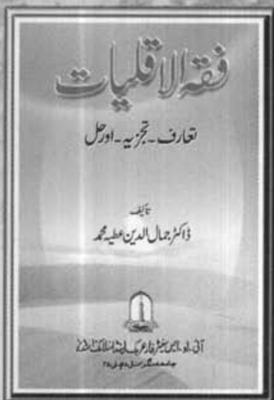
اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ۔

اے اللہ ! اپنے بندوں کو اور اپنے چوپایوں کو بارش دے، اور اپنی رحمت برسادے، اور اپنی مردہ زمین کو زندگی عطا فرمادے۔

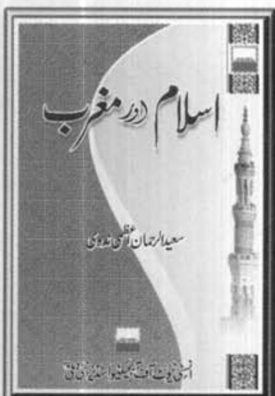
اے اہل ایمان! امت مسلمہ نے ہمیشہ اس عمل کی برکتوں کا تجربہ کیا ہے اور فائدہ اٹھایا ہے آپ بھی اللہ کا نام لے کر اٹھیے اور دین رحمت کی برکتوں اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں سے فائدہ اٹھائیے۔

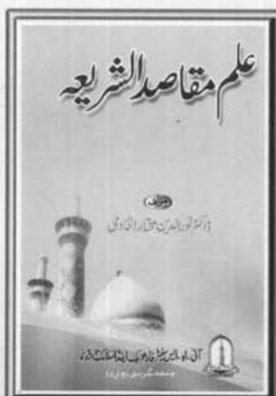
اللهم انشر رحمتَك، واَفِضْ علينا من بركاتِك ، وصلِّ وسلِّم على سيدنا محمد النبى الامى الامين وعلى اله واصحابه اجمعين واَتباعه واَتباعهم الى يوم الدين۔ آمين۔

☆☆☆☆









Namaze Istesqa
ISBN: 978-81-904773-2-1
9 788190 477321

AL ITTEHAD PUBLICATIONS
B-35 (LGF), Nizamuddin West, New Delhi - 110013
Ph : +91-11-2435 2732, Fax : +91-11-2435 2048
E-mail: alittehad@gmail.com